AL-ILM Journal

Volume 6, Issue 1

ISSN (Print): 2618-1134
ISSN (Electronic): 2618-1142

Issue: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/
URL: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/

Title اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق(پاکستانی عدالت عظمی کے فیصلہ 2014 کے تناظر میں اقلیتی حقوق کا تجزیاتی مطالعہ)

Author (s): Dr. Haifz Muhammad Tariq
Dr. Muhammad Ajmal Farooq

Received on: 20 March, 2022
Accepted on: 05 June, 2022

Published on: 10 June, 2022
Citation: English Names of Authors, “Islami Riyasat Main Ghair Muslimo kay Haqooq (Pakistani Adalat e Uzma kay Faisla 2014 kay Tanazur Main Aqliyati Haqooq ka Tazjiyati Mutalya)”, AL-ILM 6 no 1(2022):207-227
Publisher: Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt. College Women University, Sialkot

اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق

(پاکستانی عدالت عظمی کے فیصلہ 2014 کے تناظر میں اقلیتی حقوق کا تجزیاتی مطالعہ)

ڈاکٹر حافظ محمد طارق*

ڈاکٹر محمد اجمل فاروق**

Abstract

Islamic state has faith to accomplish in unique and comprehensive teachings revealed by Allah Almighty to treat its citizen beyond religion, colour and creed. Even Islam has special prophetic guidance to settle down non-Muslims with righteousness, tolerance and prosperity having many examples in the history. Islamic Republic of Pakistan, obligating religious as well as constitutional wisdoms, admits to provide fundamental rights to non-Muslims. With constitutional legacy of the state, Supreme Court of Pakistan granted minority rights to non-Muslims focusing the fundamental human rights by its judgment; 2014.

This paper explores the rights of non-Muslims in Islamic state with the teaching of Qur'an and Sunnah in priority of the text from both sources. This study enhances the following key questions to highlight the core issues towards minority rights in Pakistan: What is Islamic theoretical framework to Islamic Republic of Pakistan for minority rights? Is there Constitutional and Judicial action to protect minority rights in Pakistan? What were the major procedural points in the judgment of Supreme Court of Pakistan; 2014? With the analytical method, this paper will attempt to study the fundamental principle of Islam to promote non-Muslims and open new realms for the betterment of Pakistani society with peace and prosperity among Muslims and non-Muslims.

اسلام دین کامل ہے، جو زندگی کے ہر شعبہ میں مسلمانوں کی رہنمائی فرماتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے دین اسلام کی بنیاد پر نہ صرف ایک نیا معاشرہ قائم کیا بلکہ احکام خداوندی کے مطابق اسلامی ریاست بھی منظم کی، اور ریاست کی تنظیم کے لئے سیاسی، معاشی اور معاشرتی اصول بھی مرتب فرمائے۔ اسلامی معاشرہ ایک نظریاتی معاشرہ اور اسلامی ریاست ایک نظریاتی ریاست ہے، اس لیے وہ اپنے شہریوں کو نظریاتی نقطہ نظر سے ہی دیکھتی ہے۔ اسلامی ریاست اپنے تمام شہریوں کو اپنے عقائد و نظریات کے مطابق زندگی گزارنے کی اجازت دیتی ہے۔ اسلامی ریاست تمام غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ بھی کرتی ہے۔ یہ صرف دین اسلام کو اعزاز حاصل ہے کہ اس

---

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ رضویہ اسلامیہ، پوسٹ گریجوایٹ کالج ہارون آباد

**لیکچرار، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

نے غیر مسلم شہریوں کے وجود اور حقوق کو تسلیم کیا ہے، بلکہ ان کے حقوق و فرائض، ان کی حیثیت اور ان کے ساتھ تعلقات و معاملات کے بارے اصول و ضوابط بھی وضع فرمائے ہیں۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بھی غیر مسلموں کو قانون کے مطابق حقوق میسر ہیں اس لیے ضرورت ہے کہ عالمی سطح پر پاکستان کے خلاف ہونے والے پروپیگنڈا سے بھی نقاب کشائی ہو۔ اسی پیرائے میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلہ ۲۰۱۴ کو بھی عام کرنے کی ضرورت ہے، جو کہ پاکستان کی اقلیتوں کا قانونی حق ہے۔

علمائے اسلام اور محققین نے اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے فقہی حوالے سے اہل ذمہ کے حقوق کو بیان کرنے کے لیے عربی کتب فقہ میں الگ باب بنایا جاتا تھا جب کہ معاصر تحقیقات میں ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی کتاب ''دہشت گردی اور فتنہ خوارج (مبسوط تاریخی فتویٰ)'' میں ''اسلامی ریاست میں غیر مسلم شہریوں کے بنیادی حقوق سے متعلق قواعد (Legal Maxims)'' ایک الگ فصل قائم کی ہے۔ اس کے علاوہ مختلف مقالات بھی اس موضوع پر لکھے گئے ہیں مثلاً:

1. سید علی رضا نقوی، ''اسلامی ریاست میں غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق'' **فکر و نظر**، شمارہ ۱۲(۱۹۷۹) جلد ۱۶
2. اکرام الحق یسین، ''مسلم ریاست میں غیر مسلم شہریوں کا تحفظ جدید بین الاقوامی تصور اور عہد خلفائے راشدین کا تعامل'' **فکر و نظر**، شمارہ ۴، جلد ۴۸(۲۰۱۱)۔
3. رشید احمد، ''اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق'' **فکر و نظر**، شمارہ ۰۵، جلد ۱۴(۱۹۷۶)
4. ارشاد اللہ، عبد المجید، ''پاکستان میں غیر مسلموں کے جان و مال کا تحفظ، قرآن و سنت کی روشنی میں خصوصی مطالعہ'' **اسلام آباد اسلامکس**، شمارہ ۱، جلد ۲، (۲۰۱۹)۔
5. عشرت حسین بصری، نیاز محمد، "اسلامی حکومت میں غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کا جائزہ: معاہدات نبوی کی روشنی میں'' **الایضاح**، شمارہ ۳۱، جلد ۲(۲۰۱۵)۔

مندرجہ بالا تمام مقالات میں اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق تو بیان ہوئے ہیں مگر اس مقالہ کا دوسرا حصہ ''پاکستانی عدالت عظمی کے فیصلہ 2014 کے تناظر میں اقلیتی حقوق'' ایک معاصر بحث و تحقیق کے متقاضی ہے۔ لہذا زیر نظر مقالہ (**اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق**، پاکستانی عدالت عظمی کے فیصلہ 2014 کے تناظر میں اقلیتی حقوق کا تجزیاتی مطالعہ) مختلف پہلوؤں سے تحقیقی اور تجزیاتی مباحث پیش کرتا ہے۔ اس مطالعے کے اہم نکات درج ذیل ہیں: اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق کیا ہیں؟۔ غیر مسلموں کے ساتھ حسن

سلوک کے لیے، سیرت النبی ﷺ اور دیگر اسلامی تاریخ کے شواہد کیا ہیں؟۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلہ ۲۰۱۴ کے بنیادی نکات کس طرح کے ہیں، کیا یہ فیصلہ اقلیتوں کو تحفظ دینے کے لیے قرآن وحدیث کے مطابق وضاحت کرتا ہے اور موجودہ کیفیت میں اس فیصلہ پر عملدرآمد کی ضرورت کیوں ہے؟ آنے والی سطور میں مندرجہ بالا امور پر سیر حاصل بحث کی جائے گی۔

ا۔ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق

قرآنِ کریم نے غیر مسلموں کے ساتھ برتاؤ اور لین دین کے معاملات کے بارے عظیم اساسی اُصول بیان کیا ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کا رویہ اختیار کیا جائے اور ان کے ساتھ نیکی اوراحسان کرنے میں اس وقت تک ہاتھ نہ کھینچا جائے جب تک کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ عہد شکنی، صریح دشمنی اور ظلم وستم نہ کریں۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے۔ ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ * إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَى إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾[1] (اللہ تعالی تمہیں اس بات سے نہیں روکتا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرو جنہوں نے دین کے معاملہ میں تم سے جنگ نہیں کی ہے۔ اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا ہے۔ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ وہ تمہیں جس بات سے روکتا ہے وہ تو یہ ہے کہ تم ان لوگوں سے دوستی کرو جنہوں نے تم سے دین کے معاملہ میں جنگ کی ہے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے اور تمہارے اخراج میں ایک دوسرے کی مدد کی ہے۔ ان سے جو لوگ دوستی کریں وہی ظالم ہیں)۔

علامہ شہاب الدین قرافی مذکورہ آیت میں لفظ "بر" (بھلائی) کی شرح میں، جس کا غیر مسلموں کے معاملے میں اللہ تعالی نے حکم دیا ہے، تحریر فرماتے ہیں: "ان کے کمزور لوگوں پر نرمی کی جائے۔ ان کے محتاجوں کی ضروریات کو پورا کیا جائے۔ ان کے بھوکوں کو کھانا کھلایا جائے، ان کے بے لباسوں کو لباس مہیا کیا جائے، ان کے ساتھ ازراہ تلطف نرمی سے گفتگو کی جائے"[2]

اسلام نے مشرکین کے ساتھ معاہدات کے احترام اور انکی پاسداری کا حکم فرمایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ "﴿الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَى مُدَّتِهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ﴾"[3] (ان مشرکوں سے جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا، پھر انہوں نے اس معاہدہ کو پورا کرنے میں تمہارے ساتھ کوئی کمی نہیں کی اور نہ تمہارے خلاف کسی کی مدد کی، تو ان سے ان کے معاہدہ کو اس کی معینہ مدت تک پورا کرو، بے شک اللہ متقین کو پسند فرماتا ہے)۔

مذکورہ آیت کریمہ سے درج ذیل امور ثابت ہوتے ہیں:۔

۱۔ مشرکین سے کیے گئے معاہدات کا احترام کرنا ۲۔ نقض عہد کی مذمت ۳۔ معاہدے میں ردوبدل یا زیادتی کی ممانعت ۴۔ معاہدے کو مقررہ مدت تک پورا کرنے کا حکم

جب اسلامی ریاست غیر مسلموں سے کیے گئے معاہدات کی پاسداری کرتی ہے تو جواباً اُنھیں بھی جان ومال کا تحفظ میسر آئے تو اس سے غیر مسلموں میں اسلامی ریاست کے قوانین کی پاسداری کرنے کا حوصلہ بڑھ جاتا ہے۔ ماضی میں تاریخ اسلامی سے بیسیوں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

۱۔ "﴿وَلا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِلا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ وَقُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنزِلَ إِلَيْنَا وَأُنزِلَ إِلَيْكُمْ وَإِلَهُنَا وَإِلَهُكُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ﴾"[4] (اور اہل کتاب کے ساتھ بحث نہ کرو مگر عمدہ طریقہ کے ساتھ، سوائے ان لوگوں کے جو ان میں سے ظالم ہوں، اور ان سے کہو کہ ہم ایمان لائے ہیں اس چیز پر بھی جو ہماری طرف بھیجی گئی ہے اور اس چیز پر بھی جو تم پر بھیجی گئی تھی، ہمارا خدا، اور تمھارا خدا ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں)۔

۲۔ "﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾"[5] (اور۔ اے مسلمانو! تم انہیں برا نہ کہو جن کی یہ اللہ کے سوا پرستش کرتے ہیں (ایسا نہ ہو) کہ وہ بھی اللہ کو سرکشی کرتے ہوئے جہالت سے برا بھلا کہنے لگیں)۔

۳۔ "﴿وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾"[6] (اگر وہ غیر مسلم (تمہارے دشمن) صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی صلح کے لیے جھک جاؤ، اور اللہ پر بھروسہ رکھو۔ بے شک وہ سننے اور جاننے والا ہے)۔

۴۔ ﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ﴾[7] دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کو دین اسلام میں داخل ہونے پر مجبور نہ کرو، کیونکہ اسلام تو روزروشن کی طرح واضح دین ہے، اور اس کے دلائل وبراہین نہایت روشن و عیاں ہیں۔ اور وہ ہرگز اس بات کا محتاج نہیں کہ کسی کو مسلمان ہونے پر مجبور کیا جائے"۔[8]

۵۔ "﴿وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَى أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا﴾"[9] (اور اگر وہ تجھے مجبور کریں کہ تو میرے ساتھ شرک کر جس کا تجھے علم نہیں ہے تو تو ان کی بات نہ ماننا، اور ان کے ساتھ اچھائی کے ساتھ برتاؤ کرنا)۔

بخاری و مسلم میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ میری والدہ (قتیلہ بنت عبد العزی) مجھے ملنے کے لیے آئیں جو کہ مشرکہ تھیں۔ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور آپ ﷺ سے پوچھا۔ یارسول اللہ ﷺ: "إن أمي قدمت وهي راغبة أفأصل أمي؟ قال: نعم۔ صلی أمك۔"[10] (میری ماں آئی ہیں اور وہ رغبت رکھتی ہیں۔ کیا میں ان سے صلہ رحمی کا برتاؤ کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اپنی والدہ سے صلہ رحمی کرو)۔ حضور اکرم ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ تشریف آوری کے موقع پر مسلمانوں اور یہودیوں کے مابین جو میثاق فرمایا، وہ تاریخ میں "میثاق مدینہ" کے نام سے معروف ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے بجا طور پر میثاق مدینہ کو انسانی و اسلامی تاریخ کا پہلا تحریری دستور قرار دیا ہے۔[11] علامہ صفی الرحمن مبارکپوری لکھتے ہیں: "اس معاہدہ سے آپ ﷺ کا مقصود یہ تھا کہ ساری انسانیت امن و سلامتی کی سعادتوں اور برکتوں سے بہرہ ور ہو اور اس کے ساتھ ہی مدینہ اور اس کے گردو پیش کا علاقہ ایک وفاقی وحدت میں منظم ہو جائے۔"[12] حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بستر مرگ پر بھی ذمیوں کے حقوق کی نگہداشت کے بارے میں وصیت فرمائی: "وأوصى بذمة رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يوفى لهم بعهدهم۔"[13] (ذمیوں کے حقوق کا پورا خیال کیا جائے، اللہ کی ذمہ داری اور رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری کو ملحوظ رکھنا یعنی ان سے جو معاہدہ کیا جائے وہ پورا کیا جائے)۔

اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر طرح سے غیر مسلموں کے حقوق کی حفاظت کرے، اس کے پیش نظر رہنا چاہیے کہ مطمئن شہری ہی کسی ریاست کے پاسبان ہوتے ہیں۔ جب ریاست اپنے شہریوں کی حفاظت نہیں کرتی اور اُن کے حقوق کا خیال نہیں رکھتی تو وہاں فتنہ وفساد اور مختلف قسم کے شرپسند عناصر اپنی جگہ بنالیتے ہیں، جو ریاست کو ناکام بنانے میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ اس لیے یہاں ان بنیادی حقوق کا ذکر کیا جائے گا جو غیر مسلموں کو مہیا کرنا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے:

1. جان کی حفاظت

اسلام میں انسانی تہذیب کی بنیاد انسانی خون کے احترام پر رکھی گئی ہے اور انسانی تمدن کا ارتقاء احترام نفس ہی کا رہین منت ہے۔ اسلامی ریاست میں جس طرح مسلمان کی جان کو تحفظ حاصل ہے اسی طرح غیر مسلم شہری کو بھی تحفظ حاصل ہے۔ کیونکہ کسی ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کو قتل کر دینے کے مترادف ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے۔ ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ

جَمِيعًا﴾[14] (جس نے کسی انسان کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد پھیلانے (یعنی خونریزی اور ڈاکہ زنی وغیرہ کی سزا) کے قتل کر دیا، تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا)۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ عہد نبوی ﷺ میں ایک مسلمان نے کسی ذمی شخص کو قتل کر دیا، اس کا مقدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ذمی کے بدلے میں مسلمان کو قتل کرنے کا حکم صادر کرتے ہوئے فرمایا: "أنا أحق من وفا بذمتي"۔ اپنے ذمہ کو وفا کرنے کا سب سے زیادہ حق دار میں ہوں۔[15] احادیث مبارکہ میں غیر مسلموں کو ناحق قتل کرنے کے بارے میں بھی سخت وعید منقول ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "من قتل نفسا معاهدا لم يرح رائحة الجنة وإن ريحها ليوجد من مسيرة أربعين عاما"۔[16] (جس نے کسی ذمی معاہد کو قتل کیا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا، حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت کی دوری سے محسوس ہو گی)۔

آپ ﷺ نے مزید فرمایا: "من قتل معاهدا في غير كنهه حرم الله عليه الجنة"[17] (جو شخص کسی ذمی کو بے بنیاد قتل کرے اللہ تعالی اس پر جنت کو حرام کر دے گا)۔

امام بیہقی نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک مسلمان نے ایک ذمی کو قتل کر دیا۔ آپ نے گواہی وثبوت مکمل ہونے پر اسے قصاص میں قتل کرنے کا حکم دیا۔ حکم کے نفاذ سے پہلے مقتول کے بھائی نے آکر کہا کہ میں نے خون معاف کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: "فلعلهم هددوك و فرقوك و فزعوك" (شاید ان لوگوں نے تجھے ڈرایا دھمکایا ہے۔ اس نے کہا: نہیں۔ اور اس کے قتل سے میرا بھائی واپس تو نہیں آجائے گا۔ اور انہوں نے مجھے دیت ادا کر دی ہے، اور میں راضی ہوں)۔ اس پر آپ نے قاتل کو رہا کر دیا اور فرمایا تو اس بارے میں زیادہ جانتا ہے۔ "من كان له ذمتنا فدمه كدمنا وديته كديتنا" (جو شخص ہمارے ذمہ میں ہو تو اس کا خون ہمارے خون کی طرح ہے، اور اس کی دیت ہماری دیت کی طرح ہے)۔[18]

علامہ ابو بکر الجصاص لکھتے ہیں: "يوجب قتل المسلم بالذمي على ما بينا إذ لم يفرق شيء منها بين المسلم والذمي وقوله تعالى: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى﴾[19] عام في الكل" (مقتول ذمی کے بدلہ میں قاتل مسلمان کا قتل واجب ہے۔ کیونکہ (عام حقوق میں) ایک مسلمان اور ذمی کے مابین کوئی فرق نہیں ہے، اور آیت کریمہ میں قصاص کے واجب ہونے کا حکم سب میں عام ہے۔

مزید ذکر کرتے ہیں: "وليس في الآية فرق بين المسلم والكافر وجب إجراء حكمها عليهما ويدل عليه قوله عزوجل:﴿وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا﴾"[20](اس آیت کریمہ کی رو سے (عام معاملات میں) ایک مسلمان اور کافر کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ قصاص کا حکم دونوں پر جاری ہو گا۔ اور اس پر اللہ تعالی کا یہ قول دلیل ہے۔ کہ جو مظلوم قتل ہوا ہم نے اس کے ولی کو دعوی کا حق دیا ہے)۔[21]

2. ظلم وتعدی سے حفاظت

اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو داخلی وخارجی ظلم وزیادتی سے بچانا شریعت اسلامیہ کی رو سے ضروری ہے۔ اور یہ وہ تمدنی حق ہے جس میں کوتاہی کو اسلام برداشت نہیں کرتا، کیونکہ غیر مسلموں کو وہ تمام حقوق حاصل ہیں جو مسلمانوں کو حاصل ہیں، کیونکہ وہ اس کے عوض جزیہ ادا کرتے ہیں۔ امام ماوردی فرماتے ہیں: "ويلتزم لهم ببذلها حقان: أحدهما: الكف عنهم، والثاني: الحماية لهم ليكونوا بالكف آمنين وبالحماية محروسين۔"[22] (اہل ذمہ جو جزیہ ادا کرتے ہیں، اس کے عوض ان کے لئے دو حق لازم ٹھہرتے ہیں: ۱۔ ان پر ظلم کرنے سے باز رہنا۔ ۲۔ ان کی طرف بڑھنے والا ظلم کا ہاتھ روکنا، ان کی حمایت اور دفاع کرنا تاکہ وہ مامون و محفوظ ہو جائیں)۔ احادیث مبارکہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذمی کو تکلیف پہنچانے پر مذمت فرمائی اور اس سے منع فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "من آذى ذميا فأنا خصمه، ومن كنت خصمه خصمته يوم القيامة۔"[23](جس نے کسی ذمی کو تکلیف دی، میں اس کے خلاف وکیل ہوں۔ جس کے خلاف میں وکیل بن گیا تو پھر روز قیامت بھی میں اس کے خلاف وکالت کروں گا)۔

3. مال کی حفاظت

اسلام جہاں مسلمانوں کو ذمیوں کی جان کی حفاظت اور احترام کا حکم دیتا ہے وہاں انہیں ان کے مال کی بھی حفاظت کا حکم دیتا ہے۔ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے مال کی حفاظت بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح مسلمانوں کے مال کی حفاظت لازم ہے۔ اس سلسلے میں دونوں کے حقوق یکساں ہیں۔ جنگ کے بعد یہود نے آکر شکایت کی کہ لوگ ہمارے پھلوں اور غلوں پر ٹوٹ پڑے ہیں جب کہ یہ چیزیں کھلے میدان میں نہیں، بلکہ محفوظ جگہوں پر ہیں۔ یہود سے چونکہ معاہدہ ہو چکا تھا، اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: "ألا لا تحل أموال المعاهدين إلا بحقها۔"(خبردار، غیر مسلم معاہدین کے اموال حلال نہیں ہیں، مگر ان کے لینے کا (ریاست کی طرف سے) حق ہو)۔[24] عہد نبوی ﷺ میں اہل نجران کو مذہبی، معاشی اور معاشرتی حفاظت دی گئی۔ ان کی تمام عبادت گاہیں محفوظ قرار دی گئیں۔ امام ابو یوسف کتاب الخراج میں اہل نجران کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے

معاہدے کی توثیق کرتے ہیں۔[25] سیدنا حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے غیر مسلم ذمیوں کے بارے فرمایا: "إنما قبلوا عقد الذمة لتكون أموالهم كأموالنا ودماؤهم كدمائنا"[26] (انہوں نے عقد ذمہ قبول ہی اس لیے کیا ہے کہ ان کے مال ہمارے مال کی طرح اور ان کے خون ہمارے خون کی طرح ہو جائیں)۔ ان روایات سے یہ بات مستنبط ہوتی ہے کہ اسلامی ریاست میں کسی کو یہ اجازت نہیں کہ وہ کسی مسلم یا غیر مسلم کے مال کو چرائے، قبضہ کرے، یا نقصان پہنچائے، بلکہ ان کے مال کی حفاظت کرنا لازم ہے۔

4. عزت کی حفاظت

اسلام جس طرح ایک مسلمان شہری کی عزت و تکریم کی حفاظت کرتا ہے اسی طرح ذمی کی عزت کی حفاظت کا ضامن ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن عابدین اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں۔ "لأنه بعقد الذمة وجب له مالنا فإذا حرمت غيبة المسلم حرمت غيبته بل قالوا: إن ظلم الذمي أشد" [27] (ان کے لئے وہی کچھ واجب ہے جو ہمارے لئے ہے۔ پس جب کسی مسلمان کی غیبت کرنا حرام ہے تو ذمی کی غیبت بھی حرام ہے، بلکہ ذمی پر ظلم کرنا زیادہ سخت جرم ہے)۔

امام قرافی فرماتے ہیں: "أن عقد الذمة يوجب حقوقا علينا لهم، لأنهم في جوارنا وفي خفارتنا وذمة الله تعالى وذمة رسوله صلى الله عليه وسلم، ودين الإسلام، "[28] (عقد ذمہ ہمارے اوپر ذمیوں کے بہت سے حقوق واجب کر دیتا ہے، کیونکہ وہ ہماری پناہ اور حفاظت میں ہیں، نیز اللہ، اس کے رسول ﷺ اور دین اسلام کی ذمہ داری میں ہیں)۔

5. مذہبی آزادی

اسلام مختلف عقائد و مذاہب کے لوگوں کو باہمی رواداری کے ساتھ پہلو بہ پہلو رہنا سکھایا ہے اور دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو مشترکہ امور کی اساس پر انہیں اتحاد کی بھی دعوت دی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا﴾[29] (اور اگر اللہ بعض لوگوں کو دوسرے بعض لوگوں سے دور نہ کرتا رہتا تو راہبوں کی خانقاہیں، کلیسائیں، عبادت گاہیں اور جن مسجدوں میں اللہ کا بہت ذکر کیا جاتا ہے ان سب کو ضرور منہدم کر دیا جاتا)۔ بیع کے لفظ میں عیسائیوں کے گرجے اور یہودیوں کے کنائس دونوں داخل ہیں۔[30]

اسلام کا ایک اصول ہے کہ: ﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ﴾[31] (دین میں کوئی جبر نہیں ہے

بے شک ہدایت گمراہی سے واضح ہوگئی ہے)۔ علامہ جصاص اس آیت کریمہ کے شان نزول میں فرماتے ہیں: ”إنها نزلت في بعض أبناء الأنصار كانوا يهودا فأراد آباؤهم إكراههم على الإسلام“ (یہ آیت کریمہ انصار کے بعض بیٹوں کے بارے نازل ہوئی ہے جو یہودی تھے، اور ان کے (مسلمان) آباءانہیں اسلام قبول کرنے پر مجبور کرناچاہتے تھے)۔اس کے بعد فرماتے ہیں:”لا إكراه في الدين أمر في صورة الخبر“. لاإكراه في الدين کی آیت خبر کی صورت میں امر ہے۔[32]

اسلام نے ہر انسان کو مذہبی آزادی کا حق دیا ہے کہ وہ اپنی عقل وفکر اور فہم وفراست کو بنیاد بنا کر جو عقیدہ چاہے اختیار کرلے ارشاد باری تعالی ہے:﴿وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّى يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ﴾[33](اگر تیرا رب چاہتا تو زمین میں جتنے لوگ ہیں سب کے سب ایمان لے آتے (جب اس نے یہ نہیں چاہا) تو کیا آپ لوگوں کو مجبور کروگے کہ وہ ایمان لے آئیں؟)۔ ابن اسحاق السيرة النبويہ میں ذکر کرتے ہیں کہ نجران کے عیسائیوں کا وفد نبی کریم ﷺ کی مسجد میں عصر کے وقت پہنچا۔ چونکہ یہ ان کی عبادت کا وقت تھا اس لیے وہ لوگ وہیں عبادت کے لیے کھڑے ہوگئے۔ صحابہ نے انہیں روکنا چاہا لیکن رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرمادیا۔ ان لوگوں نے مشرق کی طرف رخ کرکے اپنی عبادت کی۔[34]علامہ ابن قیم الجوزیہ نے اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے مندرجہ ذیل فقہی مسائل کا استنباط کیا ہے:۔

۱۔ اہل کتاب کا مسلمانوں کی مساجد میں داخلے کا جواز

۲۔ اگر مسلمانوں کی موجودگی میں اہل کتاب کی عبادت کا وقت آجائے تو ان کو اس کی اجازت ہوگی، البتہ یہ سہولت انہیں عام حالات میں نہیں دی جائے گی۔[35]

امام جصاص نے اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:”ولم يكن أهل الذمة ممنوعين من هذه المواضع“۔[36] (ان مواضع (مسلمانوں کی عبادت گاہوں) میں اہل ذمہ کا داخلہ ممنوع نہیں ہے)۔ علامہ جصاص اپنے اس مؤقف کی تایید میں حدیث مبارکہ پیش کرتے ہیں:”عن عثمان بن أبي العاص أن وفد ثقيف لما قدموا على رسول الله صلى الله عليه وسلم ضرب لهم قبة في المسجد فقالوا يارسول الله قوم أنجاس فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنه ليس على الأرض من أنجاس الناس شيء إنما أنجاس الناس على أنفسهم.“[37] حضرت عثمان بن ابو العاص روایت کرتے ہیں کہ وفد ثقیف جب رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے ان کے لیے مسجد میں ایک خیمہ نصب کرادیا۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ یہ تو نجس لوگ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

زمین پر لوگوں کی نجاست اثر انداز نہیں ہوتی۔ لوگ اپنے نفوس اور قلوب کے اعتبار سے نجس ہوتے ہیں۔ پھر مزید ایک اور روایت پیش کرتے ہیں: "عن سعيد بن المسيب أن أبا سفيان كان يدخل مسجد النبي صلى الله عليه وسلم وهو كافر"[38] (حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ ابو سفیان مسجد نبوی میں داخل ہوا کرتا تھا حالانکہ وہ کافر تھا)۔

ان دونوں روایات کو ذکر کرتے ہوئے علامہ جصاص فرماتے ہیں: "فأما وفد ثقيف فإنهم جاؤا بعد فتح مكة إلى النبي صلى الله عليه وسلم، والآية نزلت في السنة التي حج فيها أبو بكر "۔[39](جہاں تک وفد ثقیف کا تعلق ہے، یہ لوگ فتح مکہ کے بعد حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے۔ اور یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی۔ جس سال حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج کیا تھا)۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غیر مسلموں کے مذہبی معاملات کے متعلق جو معاہدہ لکھا اس کے الفاظ یہ ہیں۔: "لايهدم لهم بيعة ولا كنيسة ولا قصر من قصورهم التي كانوا يتحصون فيها اذا انزل بهم عدولهم ولا يمنعون من ضرب النواقيس ولا من اخراج الصلبان في يوم عيدهم."۔ [40](ان کے چرچ اور کنیسے نہیں گرائے جائیں گے اور انکی کوئی ایسی عمارت نہیں گرائی جائے گی جن میں وہ دشمن کے حملہ کے وقت پناہ لیتے ہیں۔ ناقوس اور گھنٹیاں بجانے کی ممانعت نہیں ہو گی۔ اور اپنے تہواروں کے دن صلیب نکالنے سے بھی نہیں روکا جائے گا)۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اہل ایلیاء کے ساتھ جو معاہدہ فرمایا اس میں غیر مسلموں کو اپنے گرجا گھروں میں اپنے مذہبی شعائر کی آزادی دی۔ امام طبری اپنی تاریخ میں بھی اس معاہدہ کا ذکر کرتے ہیں [41]۔ امام کاسانی اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق کی بحث کرتے ہوئے انکے عبادت خانوں کی حفاظت کے بارے لکھتے ہیں:۔"وأما الكنائس والبيع القديمة فلا يتعرض لها ولا يهدم شيء منها"۔(غیر مسلموں کے قدیم معابد و کنائس کو نقصان نہیں پہنچایا جائے گا اور نہ ہی اس سے کسی چیز کو گرایا جائے گا"۔[42]

حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب قیصر روم نے اسلامی ریاستوں کی عیسائی رعایا کو پیغامات بھیجے اور انہیں کہا کہ اب موقع ہے کہ تم بغاوت کرو، میں بھی اس وقت مسلمانوں پر حملہ کروں گا اور ان مشترکہ دشمنوں سے ہم نجات پائیں گے۔ اس ابتدائی زمانے سے لے کر وسیڈز (صلیبی جنگوں) تک جب کبھی ایسے مطالبے کس پوپ نے یا کسی عیسائی حکمران نے کیے، تو مسلمانوں کی عیسائی رعایا کا جواب یہ ہوتا تھا۔ کہ ہم ان مسلمان حکمرانوں کو تم جیسے ہم مذہب حکمرانوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس کی وجہ

یہ تھی کہ مسلمان کبھی غیر مسلموں پر اسلام لانے کے لیے جبر نہیں کرتے تھے اور ان کو مذہبی و قومی معاملات میں پوری آزادی وخود مختاری دیتے تھے۔[43]

۲۔ غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں

حضور اکرم ﷺ نے غیر مسلموں کے ساتھ جس رواداری، انسانی ہمدردی، وسعت قلبی، مساوات اور حسن سلوک کا کامل نمونہ پیش کیا ہے۔ دنیا کا کوئی مذہب، دنیا کی کوئی مہذب قوم، اور کوئی مذہبی راہنما اسلامی روایات جیسی مثال نہیں پیش کر سکتا۔ بنو حنیفہ کا سرکش سردار ثمامہ مسلسل اپنی ضد پر اڑا رہا، مگر جب گرفتار ہو کر آستانۂ رحمت میں باندھ دیا گیا، تو وہ بھی آپ کے حسن سلوک کو دیکھ کر ایمان لے آیا اور پکار اٹھا۔ "یا محمد واللہ ما كان على الأرض وجه أبغض إلي من وجهك فقد أصبح وجهك أحب الوجوه إلي، والله ما كان من دين أبغض إلي من دينك فأصبح دينك أحب دين إلي"۔[44] (کہ اے محمد ﷺ، اللہ کی قسم، ایمان لانے سے قبل پوری دنیا میں آپ میری نظروں میں سب سے مبغوض ترین انسان تھے اور ایمان لانے کے بعد میرے نزدیک دنیا میں سب سے محبوب ترین انسان آپ ہیں۔ اور اللہ کی قسم، ایمان لانے سے قبل میری نظروں میں سب سے مبغوض ترین دین آپ کا دین تھا، اور ایمان لانے کے بعد میرے نزدیک سب سے محبوب ترین دین آپ کا دین (اسلام) ہے)

امام محمد بن حسن الشیبانی روایت کرتے ہیں، کہ قحط کے دوران نبی کریم ﷺ نے ان تمام تکلیفوں کے باوجود جو آپ کے صحابہ نے اہل مکہ کے ہاتھوں اٹھائی تھیں، اہل مکہ کو پانچ سو دینار بھیجے، تاکہ وہ اپنے غربا میں تقسیم کر سکیں۔[45] حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک یہودی گھرانے کو صدقہ دیا کرتے تھے، جس کو صحابہ کرام نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد جاری رکھا۔[46]

اسلام میں رواداری کی فکری اساس انسانی حرمت کی بنا پر ہے۔ بخاری و مسلم میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے سے ایک جنازہ لے جایا گیا تو آپ ﷺ اس کے لیے احتراما کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ سے کہا گیا یا رسول اللہ ﷺ: "انها جنازة يهودي. یہ تو ایک یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ ﷺ نے جوابا ارشاد فرمایا: أليست نفسا"، کیا یہ انسان نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "إذا رايتم الجنازة فقوموا"[47] (جب تم کسی جنازے کو لے کر آتے ہوئے دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ)۔

سیرت رسول ﷺ ہر انسان کی جان، مال اور عزت و ابرو کے تحفظ کا درس دیتی ہے اس سے بڑھ کر سیرت، حسن سلوک اور احسان و مودت کا شعار سکھاتی ہے۔ جبکہ مسلم معاشروں میں غیر مسلموں کے ساتھ جو ناروا

سلوک کیا جاتا ہے وہ کسی طرح بھی سیرت رسول ﷺ کی عکاسی نہیں کرتا۔ یہ بُعد حقیقی دینی تعلیمات سے دوری کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ سیرت رسول ﷺ کے وہ گوشے جو غیر مسلموں کے ساتھ تعامل کے طور پر ہیں اُنھیں اسلامی ریاست کے تعلیمی اداروں میں رائج کیا جائے تو کسی حد تک اس بُعد کو دور کیا جا سکتا ہے۔

۳۔ پاکستانی عدالت عظمیٰ کے فیصلہ ۲۰۱۴ کا تجزیاتی مطالعہ

آئین پاکستان کے مطابق ملک میں کوئی ایسا قانون تشکیل نہیں پا سکتا جو کہ قرآن و سنت کے خلاف ہو اسی لیے عدالت میں جو کیس بھی دائر کیا جاتا ہے پاکستان کے قانونی ادارے اور افراد خاص طور پر جج صاحبان اس بات کا بطور خاص اہتمام کرتے ہیں کہ فیصلہ لکھتے ہوئے تمام قانونی تقاضوں کا خیال رکھیں، غیر مسلموں کے حقوق کے سلسلے میں، اسلامی تشریحات و توضیحات کے بعد اب سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلہ ۲۰۱۴ کو زیر بحث لایا جائے گا۔ یہ ایک قانونی مسودہ ہے جو اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا ضامن ہے۔ مگر پاکستانی معاشرے میں غیر مسلموں کے حقوق کا معاملہ علمی اور نظری سے زیادہ فکری اور عملی ہے، جب معاشرے میں یہ فکر اجاگر کر دی جائے کہ اسلام اور قانون نے غیر مسلموں کو حقوق عطا کیے ہیں، تو جب کوئی مسلمان اُن کو اسلام اور قانون کی طرف سے عطا کردہ حقوق کا عملی انکار کرتا ہے تو وہ گناہ گار اور مجرم ہو گا، سوائے اس کے کہ معاشرہ اس فکر پر عمل پیرا ہو جائے، تب یہاں غیر مسلموں کے لیے جان و مال و مذہب کے تحفظ، امن اور رواداری کا عملی مظاہرہ ہو گا۔

پاکستانی عدالت عالیہ کے فیصلہ ۲۰۱۴ء[48] (S.M.C. NO. 1 OF 2014 AND C.M.A. NOs. 217-K/2014) جو اقلیتوں کو تحفظ دینے کے لیے بطور از خود نوٹس، سنایا گیا، اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ان تینوں حصوں پر تجزیہ کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اس کا تعارفی نوٹ پیش کر دیا جائے:۔ ۲۲ ستمبر ۲۰۱۳ کو آل سینٹس چرچ، پشاور پر خود کش دھماکہ ہوا، اس کے علاوہ عدالت عالیہ کے نوٹس میں یہ بات بھی آئی کہ کیلاش قبیلہ (چترال) اور اسماعیلی فرقہ کو تبدیلیٔ مذہب کے لیے نامعلوم افراد کی طرف سے دھمکی آمیز پیغامات بھی موصول ہوئے ہیں۔ جس پر عدالت نے از خود نوٹس کے ذریعے اس معاملہ اور دیگر اقلیتوں کے مسائل پر کاروائی کی ہے۔ ان تمام کاروائیوں کو نمٹاتے ہوئے ۱۹ جون ۲۰۱۴ء کو پاکستان کی عدالت عالیہ نے اس وقت کے چیف جج جناب جسٹس تصدق حسین جیلانی کی سربراہی میں فیصلہ سنایا۔ فیصلہ کے مندرجات ۳۲ صفحات پر مشتمل ہیں تاہم موضوع کی ضرورت کے مطابق اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

ا۔ اس میں اقلیتوں کے تمام مسائل اور ان پر ہونے والی تمام کاروائی کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ مثلاً عدالت نے حکومتی ذمہ داران کو طلب کیا اور کیلاش قبیلہ کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے اٹھائے گئے اقدامات کے سلسلہ میں جواب طلب کیا، اس جیسی دیگر کاروائیوں کو فیصلے کے اس حصے میں نوٹ کیا گیا ہے۔

۲۔ اس حصے میں فاضل جج صاحبان نے موجودہ تحقیق کو سامنے رکھتے ہوئے ہیومن رائٹس اور دیگر انفرادی و اجتماعی آرا کے پیش نظر حوالہ جات کے ساتھ، اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ میں دلائل دیے ہیں تاکہ موجودہ حالات کے تناظر میں اس کی اہمیت کو سمجھا جائے۔

۳۔ اس میں قرآن وحدیث اور تاریخ اسلام سے دلائل دیے گئے ہیں، فیصلے کی ابتدا رسول اللہ ﷺ کے آخری خطبہ حجۃ الوداع کے ان الفاظ سے کی گئی:۔ "تمام انسان آدم وحوا کی اولاد ہیں ایک عربی کو کسی عجمی پر کوئی فوقیت نہیں اور نہ ہی کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی برتری حاصل ہے، اسی طرح گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں سوائے تقویٰ اور نیک عمل کے"۔

پاکستان کی اعلیٰ عدالت نے اس فیصلہ میں قرآنی آیات کا حوالہ بھی دیا ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمارا قانونی نظام اللہ تعالی کے عطا کردہ نظام وحی کو تسلیم کرتا ہے اور جہاں ضرورت ہو وہاں اسے اختیار بھی کرتا ہے۔ اسی لیے چار آیات کو منتخب کیا گیا۔ اس فیصلہ کی آخری آیت جو سورہ حج کی آیت نمبر ۴۰ ہے اس کا انتخاب غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کی حفاظت کی خاطر کیا گیا تاکہ مسجد کے ساتھ ساتھ دیگر عبادت گاہوں (مندر، گرجا اور کلیسا) کی حفاظت بھی مسلمانوں کی ذمہ داری رہے جب اللہ انھیں غلبہ عطا کردے۔ یہ بہت ہی مناسب اور موزوں انتخاب ہے۔ ایک دوسری ضرورت جو موضوع کے اعتبار سے زیادہ موزوں اور عوامی آگاہی کے لیے پُر اثر ہے وہ سورہ ممتحنہ کی آیات نمبر ۸ اور ۹ ہیں جو مقالہ ھذا کی ابتدا میں بیان ہو چکی ہیں۔ معاملہ پاکستانی معاشرے کی مسلم اکثریت کا ہے کہ وہ اپنے اللہ تعالی کا حکم پورا کرے۔ خاص کر جب معاملہ غیر مذہب کا ہو تب بھی وہ دوسرے انسان کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ جب ایسی صورت میں ان آیات کو جج صاحبان اپنے فیصلے کی زینت بنائیں تو عوام میں آگاہی زیادہ آئے گی پھر انھیں آیات کی وضاحت میں فقہاء کرام کی آرا بھی پیش کردیں تو معاشرہ اسلامی نقطہ نظر سے کی گئی اعلیٰ عدالت کی طرف سے ایسی تحقیق کو زیادہ پسند کرے گا۔ کیوں کہ علماء کرام کی طرف سے، خطبات وغیرہ میں، ایسے موضوعات پر بہت کم گفتگو کی جاتی ہے تو جب اس فیصلے میں اس قسم کی آیات کو فقہی حوالہ جات کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے تو یہ عوامی آگاہی میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔

فیصلہ ھذا کا بہت زیادہ حصہ آئین پاکستان کی اُن دفعات پر بھی مشتمل ہے جن کا تعلق مذہب یا اقلیتوں سے ہے، تاکہ اس سے اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ پر زور دیا جائے۔ جیسا کہ آرٹیکل ۲۰ کو مختلف مقامات [49] پر زیر

بحث لایا گیا کیوں کہ اس کے ذریعے آئین پاکستان نے اقلیت کو اکثریت کے برابر حقوق دینے کو کہا ہے۔ جب اقلیتوں کے لیے اس طرح کا آئینی تحفظ عوام کے علم و آگاہی میں آئے گا تو عدم برداشت، عدم مساوات اور اقلیتوں کے حقوق کے سلب کے واقعات میں کمی آئے گی۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے اس فیصلہ میں اقلیتوں کے حق میں جو آئینی دفعات پیش کی گئی ہیں اُن کا مقصد تو یہ ہے کہ عوام پاکستان کو اس طرح شعور دیا جائے جس سے اقلیتوں کے خلاف شر انگیزی اور دہشت گردی میں کمی واقع ہو۔ جبکہ ان کے ساتھ ساتھ مغربی مفکرین کے اقوال وافکار اور اُن کی عدالتوں کے فیصلوں کو بھی بطور مثال شامل کیا گیا، فیصلے کا یہ انداز مستحسن ہے اور اس سے متنوع قسم کے دلائل سامنے آتے ہیں جو قارئین اور عالمی رائے عامہ کو ہموار کرنے میں مدد ومعاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے جو بلاواسطہ اس فیصلہ سے فائدہ حاصل کریں گے وہ کون لوگ ہیں؟ وہ وطن عزیز پاکستان کی مسلم اکثریت ہے، اگر اسی طرز پر تاریخ اسلامی سے اُن فیصلہ جات کو بھی زیر بحث لایا جاتا جس میں اسلامی ریاستوں کے قاضی صاحبان نے غیر مسلموں کے حقوق کے تحفظ کے لیے اسلامی قوانین مرتب کیے ہوں تو یہ مذکورہ فیصلے کو زیادہ مضبوط بناتا۔ اگرچہ جج صاحبان نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے وابستہ دو مثالیں تاریخ طبری[50] سے پیش کی ہیں مگر اسلامی قوانین کی مباحث کے اعتبار سے یہ ناکافی ہیں، جبکہ اسلامی فقہ اس معاملے میں بہت زیادہ تراث رکھتی ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی عدالتوں کا ایک بہت بڑا مسئلہ دو نظام ہائے قانون کے درمیان اپنے ڈھانچے کو استوار کرنا اور اسے قائم رکھنا ہے۔ وہ دو نظام برطانوی قانون اور اسلامی قانون ہیں۔ پاکستان کے قانونی ادارے ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کر پائے کہ کس نظام کو مکمل طور پر اختیار کرنا ہے اور اس کے مطابق فیصلہ کرنا ہے۔ یہی معاملہ اس فیصلہ میں نظر آتا ہے۔ ورنہ دینِ اسلام کے بنیادی مصادر سے ہی غیر مسلموں اور اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ پر بیسیوں کتب تیار کی جاسکتی ہیں اور عملی طور پر بھی تاریخ اسلام میں سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔

موجودہ دور میں سوشل میڈیا پر غیر مسلموں کے خلاف توہین آمیز مواد کا استعمال کیا جارہا ہے یہ خطرناک پہلو بھی اس فیصلے میں زیر بحث رہا ہے۔ یہ ایک خوش آئند قدم ہے کہ عدالت عالیہ کے فیصلہ ۲۰۱۴ء میں ایک ایسی جہت کی طرف اشارہ کیا گیا تھا جس میں بعد کے عرصہ میں ایسے واقعات پیش آئے ہیں جن کی وجہ سے پاکستان میں غیر مسلم اقلیتوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ اِن کی بیخ کنی کے لیے اعلیٰ عدلیہ نے ۲۰۱۴ میں ہی حکومت کے انتظامی اداروں کو یہ وارننگ دی تھی کہ آنے والے دنوں غیر مسلم اقلیتوں کے خلاف سوشل میڈیا کے استعمال میں اضافہ ہو جائے گا اُن کے تحفظ کے لیے بہترین حکمت عملی ابھی سے کی جانی چاہیے مگر افسوس کہ حکومت کی

طرف سے ٹھوس بنیادوں پر اقدامات نہیں اٹھائے گئے۔ جس وجہ سے نہ صرف اقلیتوں کو بلکہ اکثریتی مسلم عوام کے بعض افراد کو بھی اپنے ہی ہم مذہب افراد سے، مخالف نظریات رکھنے کے سبب، یا توہینِ مذہب کی وجہ سے تشدد کا سامنا کرنا پڑا، جس کی ایک بڑی مثال عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان میں شعبہ جرنلزم کے طالب علم، مشال خان کا قتل ہے جو اپریل ۲۰۱۷ میں وقوع پذیر ہوا تھا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کو تشدد کا نشانہ بنانے کے لیے، یا کسی ذاتی، گروہی اور خاندانی تعصب کی بنیاد پر مذہب کو بطور ہتھیار استعمال کیا جاتا ہے۔ اس رجحان میں سوشل میڈیا کے استعمال کے سبب اضافہ ہوا ہے۔ عدالت عظمیٰ کے اس فیصلے کے مطابق "عدم برداشت اور نفرت نے بے لگام ذرائع ابلاغ کے ذریعے عوام میں اپنی جڑیں بنائی ہیں"۔[51] اگر بروقت اس کے کنٹرول کے لیے انتظامات کر لیے جاتے تو شاید اقلیت و اکثریت میں اس طرح کے رجحانات پروان نہ چڑھتے۔ اس لحاظ سے یہ فیصلہ حکومت کے لیے بروقت رہنما ثابت ہوا ہے تاکہ سوشل میڈیا کے آزادانہ استعمال کو روکا جائے اور ایسے انتظامات کیے جائیں جن کے ساتھ شر انگیزی اور فتنہ پرور مواد کو پھیلانے پر سزائیں دی جائیں۔ جو مواد سوشل میڈیا تک پہنچتا ہے وہ فلٹر ہو اور اس کے لیے معیارات قائم کیے جائیں۔ تاکہ مسلم معاشرے میں عملی طور پر اقلیتوں کو تحفظ اور مذہبی آزادی ہو۔

اس فیصلے کی ایک اور مثبت جہت بھی ہے وہ یہ کہ مذہب اور مذہبی آزادی کے فلسفے کو انسان کی بنیادی ضرورت کے طور پر بیان کیا گیا، اس کے ساتھ ساتھ دساتیر پاکستان میں جہاں جہاں مذہب یا مذہبی آزادی کی وضاحت کی گئی ہے اُن شقوں کے نمبرز کو ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے جہاں مذہب کی ضرورت کا احساس ہوتا ہے وہاں اس بات کی نفی بھی بدرجہ اتم ہو جاتی ہے کہ انسان کسی صورت بھی مذہب و عقیدہ کے بغیر اس دنیا میں زندگی نہیں گذار سکتا عدالت عظمیٰ کے فیصلہ ۲۰۱۴ کے اختتام پر حکومت کو جو ہدایات پیش کی گئی ہیں وہ اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ آئین پاکستان غیر مسلموں کو مکمل مذہبی آزادی اور تحفظ عطا کرتا ہے، جس کے سبب عدالت نے حکومت کو ہدایت جاری کی ہے کہ مذہبی آزادی اور رواداری کی خاطر اگر حکومت کو ایک فورس بھی تشکیل دینا پڑے جس کے ذمہ مذہب کے نام پر ہونے والی انسانیت سوز کاروائیوں کو روکنا ہو تو حکومت کو یہ قدم اٹھانا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت کو یہ ہدایت بھی جاری کی گئی کہ اقلیتوں کے لیے ملازمت کے مخصوص کوٹہ پر ان کی حق تلفی نہ کی جائے، ان کی عبادت گاہوں کی بے حرمتی پر قانون کے مطابق مجرم کو سزا دی جائے۔ اس کے علاوہ عدالت نے غیر مسلموں کے حقوق کے تحفظ کے لیے دیگر ہدایات جاری کی ہیں۔

اس فیصلہ کا اہم پہلو یہ ہے کہ غیر مسلموں کے حقوق کے تحفظ کے لیے عدالت کا ازخود نوٹس لینا، پھر اس پر کاروائی اور آخر میں فیصلہ سنا کر حکومت کو ہدایات جاری کرنا ایک اسلامی ذمہ داری ہے۔ متذکرہ بالا بحث جو اسلام

میں غیر مسلموں کے حقوق کے طور پر پیش کی گئی، پاکستانی عدالت عظمی کا یہ فیصلہ مکمل طور پر اس بحث سے ہم آہنگ ہے۔

نتائج

اس مقالہ میں اسلامی نقطہ نظر سے غیر مسلموں کے حقوق، ان کے تحفظ اور مذہبی رواداری کو بڑی تفصیل سے پیش کیا گیا ہے اس کے ساتھ ساتھ پاکستانی عدالت عظمیٰ کے فیصلہ ۲۰۱۴ جو کہ پاکستانی اقلیتوں کو تحفظ دینے کے لیے سنایا گیا ہے، اس پر تجزیاتی نکات پیش کیے گئے۔ اس کے اختتام پر مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

اسلام نے غیر مسلموں کے حقوق و فرائض اور ان کے ساتھ معاملات میں اصول وضوابط اور حدود و قیود بھی بیان کیے ہیں۔ اسلام غیر مسلموں کے مال و جان اور عزت کی حفاظت کا حکم فرماتا ہے۔ اور ان پر ظلم وزیادتی سے بھی منع فرماتا ہے۔ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو اپنے عقائد و نظریات کے مطابق مذہبی رسومات ادا کرنے کی آزادی حاصل ہے، اور خالص اسلامی آبادیوں میں مذہبی رسومات کی ادائیگی کے لیے حکومت سے اجازت لینا ضروری ہے۔ اور حکومت وقت کو اختیار ہے کہ وہ مصالح مسلمین کے لیے ان کے کسی اظہار یا اجتماع پر پابندی لگائے۔ یہ معاملہ قانونی نوعیت بھی اختیار کرلیتا ہے۔ جس پر عدالت عظمیٰ نے حکومت کو حکم دیا ہے کہ وہ غیر مسلموں کے تحفظ کے لیے عملی اقدامات اٹھائے۔ غیر مسلموں سے رواداری اور حسن سلوک کے حکم کے ساتھ ان سے دوستی اور قلبی لگاؤ کی ممانعت ہے، جو قرآن وسنت کی نصوص سے ثابت ہے۔ دونوں کی حدود میں فرق کرنا اور اس فرق کو مد نظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔

سفارشات

مندرجہ بالا مباحث اور نتائج کی روشنی میں چند ایک سفارشات بھی اس مقالہ کا حصہ ہیں:

1. پر امن معاشرے کے لیے تمام مذاہب و ادیان کی ہم آہنگ تعلیمات کو اجاگر کرنا چاہیے۔
2. اسلامی ریاست اپنے تمام اداروں کے دائرہ کار کو متعین کر کے ان کا احتساب بھی کرے۔
3. ایک معاشرے میں رہنے والے مختلف مذاہب کے لوگوں کے درمیان انتہا پسندی کی بجائے تحمل وبرداشت، وسعت قلبی اور رواداری کے جذبات کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔
4. اسلامی ریاست، اسلامی تعلیمات خصوصا سیرت رسول ﷺ کے دروس کو مختلف سطح کے تعلیمی اداروں میں بطور نصاب شامل کرے، پھر اس نصاب کی تکمیل اور تنظیم سے متعلقہ امور کا جائزہ بھی لے۔

5. عالمی سطح پر بین المذاہب مکالمہ، رواداری، انسانی ہمدردی پر مبنی لٹریچر کی نشر واشاعت کی جائے، اور نفرت وانتہاء پسندی پر مبنی لٹریچر پر پابندی عائد کی جائے، تاکہ عالمی امن کی طرف پیش رفت ہو سکے۔

6. سوشل میڈیا پر اظہار رائے کے نام پر مذہبی آزادی کو نقصان پہنچایا جاتا ہے، جس سے شدت پسندی کے رجحانات تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ اُن کو کنٹرول کیا جائے۔

7. عوام میں غیر مسلموں کے حقوق اور مذہبی آزادی کا شعور بیدار کرنا چاہیے

8. امن نافذ کرنے والے ادارے، مذہبی شدت پسندی اور انتشار کے مواد سے آگاہی رکھتے ہوں، جس سے بروقت کاروائی کر کے معاشرے کو بدامنی سے محفوظ بنایا جا سکے۔

حواشی و حوالہ جات

1. الممتحنہ، ۶۰: ۸-۹

Al- Qur'ān, 60:8-9

2. قرافی، شہاب الدین، الفروق، تحقیق: الشیخ خلیل المنصور، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان۔ ۰۲/ ۴۳۵

Al-Qarafī, Shahabuddīn, *al-Furūq*, Research: al-Shaik Khalil al-Mansur, (Beirut: Dar-ul-Kutub al-Ilmiah), 2: 435.

3. توبہ، ۰۹: ۰۴

Al- Qur'ān, 09:04

4. العنکبوت، ۲۹: ۴۶

Al- Qur'ān, 29:46

5. الانعام، ۰۶: ۱۰۸

Al- Qur'ān, 06:108

6. الانفال، ۰۸: ۶۱

Al- Qur'ān, 08:61

7. البقرۃ، ۰۲: ۲۵۶

Al- Qur'ān, 02:256

8. ابن کثیر، ابو الفداء، اسماعیل بن عمر، تفسیر القران العظیم، تحقیق: سامي بن محمد سلامۃ، دار طیبۃ للنشر والتوزیع، ریاض، السعودیۃ العربیہ۔ الطبعة الثانية: ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹م۔ ۰۱/ ۶۸۲

Ibn-e-Kathīr, Abu-ul-Fidā Isma'īl bin Umar, *Tafsīr al-Qur'āan al-Azīm*, Research: Sami bin Muhammad Salamah, (Riyadh: Dar Tiyibah, 1999), 01: 682.

9. لقمان، ۳۱: ۱۵

Al- Qur'ān, 31:15

10. بخاری، ابو عبد اللہ، محمد بن إسماعیل، الصحیح، كتاب الهبة وفضلها، باب الهدية للمشركين، تحقیق: د. مصطفی دیب البغا، دار ابن کثیر، بیروت، لبنان۔ الطبعة الثالثة: ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷م۔ ۰۲/ ۹۲۴، رقم الحدیث: ۲۴۷۷؛ مسلم بن حجاج، الصحیح، كتاب الزكاة، باب فضل النفقة والصدقة على الأقربين والزوج والأولاد والوالدين ولو كانوا مشركين، تحقیق: محمد فواد عبد الباقی، دار إحیاء التراث العربي، بیروت، لبنان۔ ۰۲/ 696، رقم الحدیث: ۱۰۰۳

Bukhari, Muhammad bin Ismail, *al-Saḥīḥ, Kitab al-Hibah, bāb al-Hidayah lil Mushrikīn*, Research: Dr. Mustafa Dib, (Bairut: dar ibn kathir, 1987), 02: 924, Ḥadīth No. 2477; Muslim bin Hajjaj, *al-Saḥīḥ, Kitāb al-Zakah, bāb Fadl al-Nafqah*, Research: Muhammad Fowad abd al-Baqi, (Bairut: Dar Ihyah al-Turath al-arabi), 02: 696, Ḥadīth No. 1003.

11. دیکھیے: ابن ہشام، ابو محمد، عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ، دار الفکر، بیروت، لبنان۔ 02/ 116-123

Ibn Hishām Abdul al-Malik, *al-Sīrah al-Nabaviah*, (Beirut: Dar al-Fikr), 02: 116-123.

12. مبارکپوری، صفی الرحمن، مولانا، الرحیق المختوم، مکتبہ السلفیہ، لاہور۔ ص: ۲۶۳

Safī al-Rahman, *Al-rahīq ul-Makhtūm*, (Lahore: Maktabh Salfiah), 263

13. ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد، تاریخ ابن خلدون، دار الفکر، بیروت، لبنان۔ 02/ 568

Ibn Khaldun, Abd al-Rahman, History of Ibn Khaldun, (Beirut: Dar al-Fikr), 02: 568

14. المائدۃ، ۰۵: ۳۲

Al- Qur'ān 05: 32

15. عبد الرزاق بن ھمام الصنعاني، المصنف، كتاب العقول، باب قود المسلم بالذمي، تحقيق: حبيب الرحمن الأعظمي، المكتب الإسلامي، بیروت، لبنان۔الطبعة الثانية: 1403ھ. 10/101، رقم الحديث: ۱۸۵۱۴

Abdurazzaq bin Humam *al-Sanani, al-Musannaf, kitab al-aqul, bab Qud al-Muslim bizimmi*, Research: Habiburrahman al-Azami, (Beirut: al-Maktab al-Islami, 1403 H), 10: 101, Ḥadīth No. 18514

16. بخاری، الصحیح، كتاب الديات، باب إثم من قتل ذميا بغير جرم، 06/2533 ، رقم الحديث: 6516

Bukhari, al-Saḥīḥ, Kitab al-Diyat, bāb Ithm man qatala Zimiyan, 06: 2533, Ḥadīth No. 6516

17. ابوداود، سلیمان بن الاشعث السجستانی، السنن، كتاب الجهاد، باب في الوفاء للمعاهد وحرمة ذمته، دار الکتاب العربي، بیروت، لبنان۔03/38، رقم الحدیث: ۲۷۶۲

Abu Dawud, Sulaiman bin al-Ashath, al-Sunan, Kitab al-Jihad, bab fi al-wafa lilmeahid, Beirut: Dar-ul-Kutub al-Ilmiah), 03: 38, Ḥadīth No. 2762

18 - ایضا، 34/08 ، رقم الحدیث: 16536

Ibid, 08: 34, Ḥadīth No. 16536

19. البقرۃ، ۰۲: ۱۷۸

Al- Qur'ān 02: 178

20. بنی اسرائیل، ۱۷: ۳۳

Al- Qur'ān 17: 33

21. الجصاص، ابو بکر الرازی، احمد بن علی، احکام القرآن، تحقیق: محمد الصادق قمحاوي، دار إحياء التراث العربي، بیروت، لبنان۔ ۰۱/ ۱۷۳-۱۷۴

Al-Jassas, Ahmad bin Ali, Ahkam ul Quran, Research: Muhammad al-Sadiq, (Beirut: Dar Ahya al-turath al-Arabi) 01: 173-174

22. الماوردی، ابو الحسن علی بن محمد، الاحکام السلطانیہ، تحقیق: الدکتور احمد مبارک البغدادی، مکتبہ دار ابن قتیبہ، الکویت۔ ص: ۲۸۰-۲۸۱

Al-Mawardi, Ali bin Muhammad, Al-Ahkam al-Sultaniyah, (AlKuwait: Maktaba Dar Ibn Qutaibah), 280-281

23. السیوطی، جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر، الجامع الصغیر، المکتب الاسلامی، بیروت، لبنان۔ رقم الحدیث: 8۲۷۰

Al-Siyuti, Abd ur Rahman bin Abi Bakar, al-Jami al-Saghir, (Beirut: al-Maktab al-Islami), Hadith No. 827

24. ابوداود، السنن، كتاب الاطعمة، باب النهي عن أكل السباع، 03/419، رقم الحدیث: ۳۸۰۸

Abu Dawud, al-Sunan, Kitāb al-Atimah, bab al-Nahi an akle al-Siba, 03: 419, Hadith No. 3808

25. امام ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج، المطبعہ السلفیہ، قاہرہ۔ ص: ۷۲

Imam Abu Yusuf bin Ibrahim, *Kitab al-Kharraj*, (Cairo: al-Matbah al-Salfiyah), 72

26. الکاساني، علاء الدين، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، دار الکتاب العربي، بیروت، لبنان۔ 07/111

Al-Kasani, Ala ul Din, Badai al-Sanai fi Tartib al-Sharai, (Beirut: Dar-ul-Kattab al-Arabi), 07: 111

27. ابن عابدین، محمد امین، رد المحتار على الدر المختار، دار الفکر، بیروت، لبنان۔ سنة الطبع: 1421ھ/2000م. 04/171

Ibn Abidin, Muhammad Amin, Rad al-Muhtar ala al-Durar al-Mukhtar, (Beirut: Dar-ul-Fikar, 2000), 04: 171

28. امام قرافی، الفروق، 03/29

Imam Qarrafi, al-Firūq, 03: 29

[29]. الحج، ۲۲:۴۰

Al- Qur'ān 22: 40

[30]. ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 05/435–436

Ibn Kathir, Tafsir al-Azim, 05: 435-436

[31]. البقرۃ، ۰۲:۲۵۶

Al- Qur'ān 02: 256

[32]. الجصاص، احکام القرآن، ۰۲/۱۶۸

Al-Jassas, Ahkam-ul –Quran, 02: 168

[33]. یونس، ۱۰:۹۹

Al- Qur'ān 10:99

[34]. ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ص:۴۱۵

[35]. ابن قیم الجوزیہ، محمد بن ابی بکر، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان۔ 03/638

Ibn Qayim al-Joziyah, Muhammad bin Abi Bakar, Zad al-Maad fi Hudya Khair al-Ibad, (Beirut: Moassasah al-Risala), 03: 638

[36]. الجصاص، احکام القرآن، ۰۴/۲۷۹

Al-Jassas, Ahkam-ul –Quran, 04: 279

[37]. نفس مصدر ۰۴/۲۷۹

Ibid,

[38]. نفس مصدر ۰۴/۲۷۹

Ibid

[39]. نفس مصدر ۰۴/۲۷۹-۲۸۰

Ibid

[40]. ابو یوسف، کتاب الخراج، 01/157؛ ندوی، شاہ معین الدین احمد، تاریخ اسلام، سبحان پبلیکیشنز، لاہور۔ 01/130

Abu Yousuf , Kitab –ul-Kharraj, 01: 157, Nadvi, Shah Mueen al-Din Ahmad, Tarikh Islam, (Lahore: Subhan Publications), 01: 130

[41]. طبری، محمد بن جریر، تاریخ الرسل والملوک، تحقیق: محمد ابو الفضل ابراہیم، دار المعارف، مصر۔ 03/609

Tabri, Muhammad bin Jarir, Tarikh ul-Rusol wal Muluk, Research: Muhammad abu al-Faldal, (Egypt: Dar-ul-Muaraf), 03: 609

[42]. الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، 07/114

Al-Kasani, Badai al-Sanai fi Tartib al-Sharai, 07: 114

[43]. دیکھئے: محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، ص:۳۷۲

Dr. Hamidullah, Khutabat Bahawulpur, 372

[44]. بخاری، الصحیح، كتاب المغازي، باب وفد بني حنيفة وحديث ثمامة بن أثال ،۰۴/۵۸۹، رقم الحدیث:۴۱۱۴؛ مسلم، الصحیح،

كتاب الجهاد والسير، باب ربط الأسير وحبسه وجواز المن عليه،۰۳/1386، رقم الحدیث:۱۷۶۴

Bukhari, *al-Saḥīḥ, Kitab al-Maghazi, bāb Wafd Bani Hanifah*, 04: 589, Ḥadīth No. 4114; Muslim, al-Sahih, Kitab al Jihad wa Saaiyar, bab Rabt al-asair, wa Hisbah, 03: 1386, Ḥadīth No 1764

[45]. الشیبانی، محمد بن حسن، شرح السیر الکبیر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان۔ الطبعۃ الاولی:۱۴۱۷ھ/۱۹۹۷م۔ 01/70

Al-Shaibani, Muhammad bin Hasan, Sharh al-Sair al-Kabir, (Beirut: Dar-ulKutub al-ilmiyyah, 1998), 01: 70.

[46]. ابو عبید قاسم بن سلام، کتاب الاموال، تحقیق: الشیخ خلیل محمد. دار الفکر، بیروت، لبنان۔ ص:۷۲۸

Ubaidah bin Qasim bin Salam, Kitab ull Amwal, (Beirut: Dar-ul-Fikar), 728.

[47]. بخاری، الصحیح، کتاب الجنائز، باب من قام لجنازۃ یھودی، ۰۱/ ۴۴۱، رقم الحدیث:۱۲۴۹؛ مسلم، الصحیح، کتاب الجنائز، باب القیام للجنازۃ، ۰۲/ 661، رقم الحدیث:۹۶۱

Bukhari, al-Sahih, Kitab al-Janaiz, bab man Qama lijanaza, 01: 441, Hadith No. 1249; Muslim al-Sahih, Kitab al-Janaiz, bab al-Qiyam lil Janaiz, 02: 661, Hadith No. 961

[48] S.M.C. No. 1 of 2014 and C.M.A. Nos 217-K/2014 IN S.M.C. No. 1/2014 et al, accessed July 30, 2020, https://www.refworld.org/cases,PAK_SC,559e57644.html

[49]. دیکھیے: المصدر السابق، ص:۱۴۔۱۸

Ibid, 14-18

[50]. دیکھیے: ایضا، ص:۲۳

Ibid, 23

[51]. ایضا، ص:۱۹

Ibid, 19